وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

رحمۃ للعالمین ﷺ

کی ازواجِ مطہراتؓ

(امہات المؤمنین)

مؤلفین

محمد رفیق احمد میمن
صدر: اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی

محمد اسلم گل
میجر (ریٹائرڈ)

اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

www.star.edu.pk

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُهٗ
فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُهٗ
وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُهٗ
فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَةِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے
پس تو محمد ﷺ پر درود بھیج جو تیری شان کے مناسب ہے
اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے
بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور تو مغفرت کرنے والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ

وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ والنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَ اَھْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
.1	تمہید	5
.2	اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	10
.3	اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	17
.4	اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	21
.5	اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	33
.6	اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	36
.7	اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا	37
.8	اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	40
.9	اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	43
.10	اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا	47
.11	اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	49
.12	اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	52
.13	حضور اقدس ﷺ کی عورتوں کو نصیحت	53
.14	اہم گذارش	54

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ ان کا اتباع کرنے والے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ نے اپنے پیارے حبیب، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کے بارے میں اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴾

”ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے“۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے پاکیزہ عہد شباب میں صرف ایک شادی کی اور وہ بھی مکہ معظمہ کی پاکدامن بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) جو دورِ جاہلیت میں بھی

"طاہرہ" کے مقدس لقب سے پکاری جاتی تھیں۔ اماں جان بیوہ تھیں اور جب تک آپؓ حیات رہیں، حضور اقدس ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنی مقدس جوانی کا عہد گزار لینے کے بعد عمر مبارک کے 55 سے 59 سال کے درمیانی پانچسالہ عرصہ میں متعدد ازواجِ مطہرات کو اپنے پاکیزہ حرم میں داخل فرمایا اور یہ وہ عرصہ ہے جس میں مسلمانوں اور کفار و مشرکین کے مابین یکے بعد دیگرے کئی جنگیں لڑی گئی تھیں اور اس عرصہ میں کئے گئے آپ ﷺ کے ہر نکاح میں بے شمار حکمتیں اور مصلحتیں تھیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) تقریباً دو یا تین ماہ آپ ﷺ کے نکاح میں رہیں اور وفات پا گئیں، ان کے علاوہ نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے حرم پاک میں تھیں۔

حرم نبوی ﷺ میں دو کنیزیں بھی تھیں، جن میں اُمّ المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) جن کے بطن طاہر سے آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور دوسری اُمّ المؤمنین حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) تھیں۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی کثرتِ ازواج اور خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمسنی کی شادی میں بڑی مصلحت یہ تھی کہ اگرچہ آپ ﷺ

کے دائمی فیضانِ صحبت نے ہزاروں مردوں کو سعادت کے درجہ اعلیٰ پر پہنچا دیا تھا، لیکن فطرتاً یہ موقع عام عورتوں کو میسّر نہیں آسکتا تھا، صرف ازواجِ مطہراتؓ اس فیض سے متمتع ہوسکتی تھیں اور پھر یہ نور آہستہ آہستہ انہی مقدس ہستیوں کے ذریعے سے پوری کائناتِ نسوانی میں پھیل سکتا تھا اور اللہ جل شانہٗ کے فضل وکرم سے اور ازواجِ مطہراتؓ کی محنت اور سعی جمیلہ سے اُمتِ مسلمہ کی مستورات میں قرآن وسنّت اور تہذیب النساء کی بنیادیں استوار ہوئیں۔

رحمۃ للعالمین حضور اقدس ﷺ اور عام مسلمانوں میں جو تعدّدِ ازواج کا فرق ہے، یہ منشاءِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔ آپ ﷺ نے جو چار سے زائد شادیاں کیں وہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہیں، جس پر کسی اُمتی کے لئے عمل کرنا جائز نہیں۔ آپ ﷺ کے لئے یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مقرر کردہ ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ’’اے نبی (ﷺ) ہم نے آپ (ﷺ) کے لئے حلال کردیں، آپ (ﷺ) کی وہ بیویاں جن کے مہر آپ (ﷺ) نے ادا کئے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے آپ (ﷺ) کی ملکیت میں ہیں اور آپ (ﷺ) کی چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں، جنہوں نے آپ (ﷺ) کے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ مومن عورت جو اپنا نفس نبی (ﷺ) کو ہبہ کردے یہ اس صورت میں کہ خود نبی (ﷺ) بھی اس سے نکاح کرنا چاہے، یہ خاص طور پر آپ (ﷺ) کے لئے ہے اور مومنوں کے لئے نہیں، ہم اسے

بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر، ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں (احکام) مقرر کر رکھے ہیں، یہ اس لئے کہ آپ (ﷺ) پر حرج واقع نہ ہو، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے"۔

(سورہ احزاب: ۵۰)

الحمد للہ! زیرِ نظر کتاب "رحمۃ للعالمین ﷺ کی ازواجِ مطہراتؓ" میں حضور اقدس ﷺ کی پاکیزہ ازواج کی سیرت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تاکہ آج کے دور کی مستورات، ان مقدس ہستیوں کے نقش قدم پر چلیں۔ بلا شک وشبہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے آخری رسول، حضور اقدس ﷺ کے حرمِ پاک میں جن مقدس ہستیوں کو آپ ﷺ کی پاکیزہ ازواج ہونے کا شرف بخشا، اس کا فیصلہ فرش پر نہیں، بلکہ عرش پر ہوا تھا، اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو "اُمہات المؤمنین" سے مخاطب فرمایا ہے، جس کا ذکر خود اللہ پاک نے اپنے قرآن میں فرمایا ہے:

﴿ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ﴾

(الاحزاب: ۶)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) کی بیویاں مؤمنین کی مائیں ہیں۔

ایک مسلمان عورت کے لئے حضور اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی پاکیزہ سیرت میں زندگی کے تمام تغیرات، انقلابات، مصائب، شادی، رُخصتی، سسرال، شوہر، سوکن، لاولدی، بیوگی، غربت، خانہ داری، رشک وحسد،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰۤى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

غرضیکہ ہر موقع اور ہر حالت کے لئے تقلید کے قابل نمونے موجود ہیں، اس کے علاوہ علمی، عملی اور اخلاقی..... ہر قسم کے گوہرِ نایاب سے مالا مال ہو سکتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ سے یہ ارشاد بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’میری اس دُنیا کی بیویاں آخرت میں بھی میری بیویاں ہوں گی‘‘۔

اللہ جل شانہٗ اپنے شایانِ شان بہترین جزائے خیر عطا فرمائے حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جو اُمت مسلمہ کی مائیں ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، محدثین کرام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو جنہوں نے امت مسلمہ پر عظیم احسان فرمایا کہ علوم نبوت، احکام شریعت اور حضور اقدس ﷺ کے اقوال و افعال کو امت کے سامنے پیش فرمایا اور علماءِ امت اسی سعی جمیلہ میں دن رات کوشاں ہیں۔ اب ہر مسلمان کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل کو حضور اقدس ﷺ کے پاکیزہ قول و فعل کی طرح بنائے اور آپ ﷺ کا اتباع کرے، یہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا واحد ذریعہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ربّ اُمتِ مسلمہ کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے، ساری انسانیت کو کامل ہدایت عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین ..... بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیّدالانبیاء والمرسلین ،رحمۃ للعالمین ،حضور اقدس ﷺ کا نکاح جن پر محدثین اور مورخین کا اتفاق ہے، گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ہوا۔ سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

اُمّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

خدیجہ نام، اُمّ ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے، خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ..... قصی پر پہنچ کر آپ ؓ کا خاندان حضور اقدس ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔

حضرت خدیجہ ؓ کے والد اپنے قبیلہ میں نہایت معزز شخص تھے، مکہ مکرمہ آ کر اقامت کی، عبدالدار بن قصی کے جو اِن کے چچا تھے، حلیف بنے اور یہیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہ ؓ پیدا ہوئیں۔ (بحوالہ: طبقات ابن سعدؒ)

نکاح

جب جاہلیت کا سمندر موجیں مار رہا تھا اور عورتوں کی بھی قیمت لگائی جاتی تھی، حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اُس وقت ''طاہرہ'' کے مہکتے ہوئے

مبارک لقب سے سرفراز ہوئیں۔ باپ نے اِن صفات کالحاظ رکھ کر شادی کے لئے ورقہ بن نوفل کو جو برادرزادہ اور تورات وانجیل کے بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہوسکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہوگیا۔ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں۔اسی زمانہ میں حرب الفجار ہوئی، جس میں حضرت خدیجہؓ کے والد اس لڑائی میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ (بحوالہ: طبقات ابن سعدؒ)

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے پیارے حبیب، رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ کے لئے جن پاکیزہ ازواج کا انتخاب کیا، اُس کا فیصلہ فرش پر نہیں، بلکہ عرش پر ہوا تھا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں، آپؓ بڑی شریف النفس اور صاحبہ ثروت تھیں اور دوسرے لوگوں کو اپنا مال دے کر تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ان کی دولت مندی کا یہ عالم تھا کہ جب اہل مکہ کا کوئی قافلہ تجارت کے لئے روانہ ہوتا، اکیلی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامانِ تجارت تمام قریش کے برابر ہوتا تھا۔ جب حضور اقدس ﷺ کے حسن معاملہ، راست بازی اور صدق و امانت کی خبر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں اور جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں، آپ ﷺ کو اس سے دُگنا دوں گی اور دورانِ سفر آپ ﷺ کی خدمت کے لئے اپنا غلام میسرہ بھی ساتھ بھیجوں گی۔ رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اُن کی

اس پیشکش کو قبول کرلیا اور سفرِ شام کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت سائب رضی اللہ عنہ‘ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ میرے شریکِ تجارت تھے، لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔ حضور اقدس ﷺ ایسے سچے اور ایماندار تھے کہ کفار و مشرکین بھی آپ ﷺ کو ’’صادق‘‘ اور ’’امین‘‘ کہتے تھے۔ آپ ﷺ کی دیانتداری کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا۔

بقول ابن ہشامؒ آپؓ کے الفاظ یہ تھے:

’’اے فرزندِ عم سابقہ قرابت، قومی اعزاز، امانت داری، خوش اخلاقی، راست گوئی کی وجہ سے میں آپ ﷺ سے عقد کرنے کی خواہش مند ہوں‘‘۔

(بحوالہ: سیرت النبی ﷺ)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیغام نکاح سے اُن کی بصیرت، دوراندیشی اور مردم شناسی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا پیغام نکاح ان کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپؓ کے نکاح کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت ہے، اُس کے مطابق حضور اقدس ﷺ نے پیغام نکاح کی بات اپنے چچوں سے کی، تو اُن میں سے ابوطالب اور سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ‘ تاریخِ نکاح کے تعین کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا عمر بن اسد کے پاس گئے، کیونکہ بقول امام سہیلیؒ حضرت خدیجہ رضی اللہ

عنہا کے والد حربِ فجار سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔

حضور اقدس ﷺ کا سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا، بوقتِ نکاح حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر مبارک چالیس برس کی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان ہوں) نکاح کے پچیس برس حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں رہیں، آپ ﷺ کی اولاد بھی بجز حضرت ابراہیمؓ کے سب انہیں کے بطن طاہر سے پیدا ہوئے۔

قبول اسلام

پندرہ برس کے بعد جب حضور اقدس ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیغام سنایا، وہ سننے سے پہلے ہی مؤمنہ تھیں، کیونکہ اُن سے زیادہ آپ ﷺ کے صدقِ دعویٰ کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کرسکتا تھا۔ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) آپؓ ہی سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی اور سب سے پہلے آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے قرآن سنا۔ آپ ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا!

"آپ ﷺ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں، میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں پر شفقت فرماتے ہیں،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

سچ بولتے ہیں، بیواؤں اور بے کسوں کی دستگیری فرماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا"۔

(بخاری شریف)

حضور اقدس ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت تھی اور ان کی زندگی میں کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا۔ ان کے انتقال پر آپ ﷺ نے خود ان کی قبر مبارک میں اُتر کر اُن کو دفن فرمایا تھا۔ نماز جنازہ اُس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔

ایک موقع پر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

تمہیں دُنیا کی خواتین میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنتِ خویلد، فاطمہ بنتِ محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔

(ترمذی)

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن طاہر سے حضور اقدس ﷺ کی چار بیٹیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت اُمّ کلثومؓ اور حضرت سیّدہ فاطمہؓ پیدا ہوئیں، جبکہ صاحبزادوں میں حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ پیدا ہوئے۔

جنّت کی بشارت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ جل شانہٗ اور میری طرف سے سلام کہئے اور جنت میں یاقوت سے بنے ہوئے گھر کی، جس میں کوئی شور شرابا ہے، نہ تھکاوٹ، کی بشارت دیجئے۔

(نسائی شریف)

حضرت خدیجہؓ کی صفات

امّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چند صفات ایسی ہیں، جن تک کوئی نہ پہنچ سکا، جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ جل شانہٗ کی مخلوق میں پہلی شخصیت ہیں جو اسلام لائیں، اس پر امّت کا اجماع ہے، اس معاملے میں کوئی مرد یا عورت ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا اور یہ بڑی عظیم منقبت ہے، جس میں اُمّ المؤمنین کا کوئی ثانی نہیں ہے۔
- حضور اقدس ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی، پھر گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اس کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی زبانِ اقدس سے اللہ جل شانہٗ کا قرآن سنا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ والنَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن طاہر سے سب سے پہلے آپ ﷺ کی اولاد ہوئی۔
- حضور اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات ؓ میں سب سے پہلے اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنّت کی بشارت ملی۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ازواجِ مطہرات ؓ میں سب سے پہلے اللہ جل شانہٗ نے سلام بھیجا۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مؤمنات میں سے پہلی صدیقہ خاتون ہیں۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات ؓ میں سے پہلی زوجہ ہیں جن کی وفات سب سے پہلے ہوئی۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی شخصیت ہیں جن کی قبر مبارک میں حضور اقدس ﷺ اُترے۔

وفات

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا رمضان ۱۰ نبوی میں پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا اور مکہ معظّمہ کے قبرستان ''جنت المعلّٰی'' میں دفن ہوئیں۔ (رضی اللہ عنہا وارضاھا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

سودہ نام تھا، قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا، سلسلہ نسب یہ ہے: سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ والدہ کا نام شموس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں، ان کا پورا نام و نسب یہ ہے: شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

نکاح

چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے شادی ہوئی۔

قبول اسلام

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام آئے، دونوں ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے اور حبشہ میں سکران بن عمرو کا انتقال ہوگیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ واپس آکر انتقال فرمایا۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

ازواجِ مطہراتؓ میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہؓ کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی حضور اقدس ﷺ

کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) کی عمر حضور اقدس ﷺ سے نکاح کے وقت مختلف روایات کے مطابق 50 اور 60 سال کے مابین تھی اور انہوں نے اسلام کی خاطر حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، پھر جب وہ بیوہ ہوئیں تو آپ ﷺ نے نکاح کرلیا، کیونکہ ان کے خاندان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ تھا اور آپ ﷺ اُنہیں اُن قربانیوں کے بعد اِن کے غیر مسلم رشتہ داروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اور انہیں اُمّ المؤمنین ہونے کی سعادت بخشنے میں، اِن کی ایثار وقربانی کا صلہ دینا بھی مقصود تھا اور پھر آپ ﷺ کے اس حسنِ سلوک، جمیلِ وفا اور دعوتِ اسلامی کے محاسن کو دیکھتے ہوئے، اِن کے کثیر اہلِ قوم مسلمان ہو گئے۔

حضور اقدس ﷺ اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نہایت پریشان وغمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر حضرت خولہؓ بنت حکیم (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ ﷺ نکاح کرلیں، آپ ﷺ نے فرمایا کس سے؟ عرض کی، یا رسول اللہ (ﷺ) ایک بیوہ ہے اور دوسری کنواری۔ لہٰذا حضرت خولہؓ آپ ﷺ کے ایماء سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا۔ تمام مراحل طے کرنے کے بعد حضور اقدس ﷺ خود اُن کے ہاں تشریف لے گئے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) کا نکاح حضور اقدس ﷺ سے رمضان ۱۰ نبوی میں ہوا۔ حضرت سودہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نکاح سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا، انہوں نے یہ خواب اپنے پہلے شوہر سے بیان کیا تو وہ بولے کہ شائد میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے اور تمہارا نکاح حضور اقدس ﷺ سے ہوگا، چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔ (بحوالہ: زرقانی، جلد ۳، ص ۲۶۰)

اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا میں ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ حضور اقدس ﷺ ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگیں کہ کل رات میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ ﷺ نے اس قدر لمبا رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا ڈر ہوگیا، اس لئے میں نے دیر تک ناک پکڑے رکھی۔ آپ ﷺ اس جملہ کو سن کر مسکرا دیئے۔

(بحوالہ: طبقات ابن سعد)

اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی"۔

(بحوالہ: طبقات ابن سعد، جلد ۸، ص ۳۷)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فضل وکمال

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اطاعت اور فرمانبرداری میں تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز تھیں۔ حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا، چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لئے نہ نکلیں۔ اماں جان فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب اللہ جل شانہٗ کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔

(بحوالہ: طبقات ابن سعد)

اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ایثار میں بھی ممتاز حیثیت رکھتی تھیں، وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آئیں تھیں، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ تھیں، اس لئے جب بوڑھی ہوگئیں تو ان کو گمان ہوا کہ شاید حضور اقدس ﷺ انہیں طلاق دے دیں، اس بناء پر انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) مجھے خاوند کی خواہش نہیں، مگر یہ تمنا ہے کہ جنت میں آپ ﷺ کی بیویوں میں داخل رہوں، اس لئے مجھے آپ ﷺ طلاق نہ دیں، میں اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں، اس کو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔ ۵۴ ہجری یا ۵۵ ہجری میں اور بعض نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ خلافت میں اماں جان کا وصال ہوا۔

(رضی اللہ عنہا وارضاہا)

ان کے علاوہ ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور صحابیہؓ بھی ہیں، جو قریش ہی کی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ مجھے ساری دُنیا میں سب سے زیادہ محبوب آپ ﷺ ہیں، مگر میرے پانچ، چھ بچے ہیں، مجھے یہ بات گراں ہے کہ وہ آپ ﷺ کے سرہانے روئیں چلائیں، حضور اقدس ﷺ نے اِن کی اِس بات کو پسند فرمایا، تعریف کی اور نکاح کا ارادہ ملتوی فرما دیا۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، اُمّ عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاجزادی ہیں، والدہ کا نام زینب تھا اور اُن کی کنیت اُمّ رومان تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، اس بناء پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُن برگذیدہ ہستیوں میں ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہیں سنی، خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے اپنے والدین کو پہچانا، اُن کو مسلمان پایا۔

(بخاری، جلد ۱، ص ۲۵۲)

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی کنواری بیوی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یارسول اللہ! آپ ﷺ دوسرا نکاح کرلیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، کس سے؟ اُنہوں نے عرض کیا! بیوہ بھی ہے اور کنواری بھی۔ حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ بیوہ سودہ بنت زمعہ اور کنواری تو آپ ﷺ کے سب سے زیادہ دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا تذکرہ کرکے دیکھ لو۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ میں ایک بڑی خیر و برکت لے کر آئی ہوں۔ دریافت کرنے پر کہا کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منگنی کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ تو اُن کی بھتیجی ہے، حضور ﷺ سے کیسے نکاح ہوسکتا ہے؟ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے جاکر آپ ﷺ سے عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میرے اسلامی بھائی ہیں، اِن کی بیٹی سے میرا نکاح جائز ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا واپس ہوئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا جواب سنایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبیر سے جاکر پوچھا کہ تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت اپنے بیٹے سے کی تھی، اب کیا کہتے ہو؟

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

جبیر نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ جبیر کا خاندان ابھی اسلام سے آشنا نہیں ہوا تھا، ان کی بیوی نے کہا کہ اگر یہ لڑکی (عائشہ ؓ) ہمارے گھر آ گئی تو ہمارا بچہ بددین ہو جائے گا، ہم کو یہ بات منظور نہیں۔ (مسند احمد)

صحیح بخاری کی حدیثِ پاک ہے کہ نکاح سے پہلے حضور اقدس ﷺ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر آپ ﷺ کے سامنے کوئی چیز پیش کر رہا ہے، پوچھا کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں، آپ ﷺ نے کھول کر دیکھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی کہ میرا نکاح ہو گیا، جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا، اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ (بحوالہ: طبقات ابن سعد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی نکاح مکہ مکرمہ میں، ہجرت سے پہلے شوال ۱۰ نبوی میں ہوا، جس وقت اُن کی عمر مبارک چھ سال کی تھی، لیکن رُخصتی ہجرت کے بعد ہوئی جبکہ عمر مبارک نو برس کی تھی۔ مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ازواجِ مطہرات ؓ کا مہر عموماً پانچ سو درہم ہوتا تھا۔ (بحوالہ: سیرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ میں صرف اُمّ المومنین حضرت

عائشہ صدیقہؓ ایسی ہیں، جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا اور باقی سب سے نکاح بیوگی کی حالت میں ہوا۔ یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضور اقدس ﷺ سے شادی کے وقت عمر شریف ۱۶ برس تھی اور رُخصتی ۱۹ برس میں ہوئی، جبکہ یہ دُرست نہیں ہے۔ کُتب احادیث و سیر میں بوقت نکاح اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۶ برس ہی دُرست ہے اور رُخصتی نو برس میں ہوئی اور وہ بھی ہجرت مدینہ طیبہ کے بعد اُمّ المؤمنین کے والد محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجویز پر، جبکہ اُنہوں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا:

''آپ ﷺ اپنی بیوی عائشہؓ کو کیوں نہیں بلا لیتے''۔

حضور اقدس ﷺ نے سامان مہیا نہ ہونے کا عذر فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نذرانہ پیش کیا، جس سے تیاری ہوئی اور شوال ۱ ہجری یا ۲ ہجری میں چاشت کے وقت حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہی کے دولت کدہ پر رُخصتی ہوئی۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور اقدس ﷺ سے یہ بابرکت اور مبارک نکاح کئی خیروں کا ذریعہ بنا، جس کی حکمتیں اور فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

- اس شادی کا فیصلہ فرش پر نہیں بلکہ عرش پر ہوا۔ اس نکاح میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ شانہٗ کی مشیت شامل حال تھی، اسی لئے آپ ﷺ کو خواب کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرحمت فرمائی گئیں، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اس بابرکت نکاح کا اصل منشاء نبوت اور خلافت کے درمیان تعلقات کی مضبوطی تھی، جیسا کہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف ''سیرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس کمسنی کی شادی کا اصل منشاء نبوت اور خلافت کے درمیان تعلقات کی مضبوطی تھی، ایک تو خود عرب کی گرم آب وہوا میں عورتوں کے غیر معمولی نشو ونما کی طبعی صلاحیت ہے، دوسرے عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جس طرح ممتاز اشخاص کے دماغی اور ذہنی قویٰ میں ترقی کی غیر معمولی استعداد ہوتی ہے، اسی طرح قد وقامت میں بھی بالیدگی کی خاص قابلیت ہوتی ہے، بہرحال اس کمسنی میں حضور اقدس ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں قبول کرنا اِس بات کی صریح دلیل ہے کہ لڑکپن ہی سے اُن میں نشو ونما، ذکاوت، جودتِ ذہن اور نکتہ رسی کے آثار نمایاں تھے''۔

کمسنی کا زمانہ تعلیم وتربیت کا زمانہ ہوتا ہے، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شانہ نبوت میں پہنچ گئیں تو آپ کو حضور اقدس ﷺ سے براہِ راست علوم نبوت سیکھنے کا موقع ملا، آپؓ میں حصولِ علم کا شوق وجذبہ بہت زیادہ تھا۔ اسی دینداری کی وجہ سے آپ ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت

زیادہ محبوب تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا اصلی زمانہ رُخصتی کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور پھر حضور اقدس ﷺ جیسے شفیق معلم کی برکات سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی معلّمہ بنیں۔ اس طرح مستورات میں تعلیماتِ قرآن وسنت اور تہذیب النّساء کی بنیادیں استوار ہوئیں۔

❁ حضور اقدس ﷺ کی کثرتِ ازواج اور خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس کمسنی کی شادی میں بڑی مصلحت یہ تھی کہ اگرچہ آپ ﷺ کے دائمی فیضانِ صحبت نے ہزاروں مردوں کو سعادت کے درجہ اعلیٰ پر پہنچا دیا تھا، لیکن فطرتاً یہ موقع عام عورتوں کو میسر نہیں آسکتا تھا، صرف ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اس فیض سے متمتع ہوسکتی تھیں اور پھر یہ نور آہستہ آہستہ انہیں مقدس ہستیوں کے ذریعے سے پوری کائناتِ نسوانی میں پھیل سکتا تھا۔

❁ اس بابرکت نکاح سے جاہلیت کی بہت سی رسموں کا خاتمہ ہوا۔ عرب میں رواج تھا کہ وہ منہ بولے بھائی کی بیٹی سے شادی نہیں کرتے تھے، ماہ شوال میں شادی کا کرنا منحوس سمجھا جاتا تھا، دُلہن کی رُخصتی کے وقت اُس کے آگے آگے آگ جلاتے تھے اور یہ بھی رسم تھی کہ شوہر اپنی دُلہن سے پہلی ملاقات محمل یا مخصہ کے اندر کرتا تھا۔ اس بابرکت نکاح سے تمام جاہلیت کی بے ہودہ اور لغو رسموں کی بندشیں ٹوٹیں۔

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے

قریش میں علم انساب وشعر کے ماہر تھے۔قریش کے شاعروں کے جواب میں اسلام کے زبان آور شاعر چوٹی کے جو شعر کہتے تھے، کفار کو یقین نہیں آتا تھا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کی اصلاح ومشورہ کے بغیر لکھے گئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی باپ کی آغوش میں تربیت پائی تھی، اس لئے علم انساب کی واقفیت اور شاعری کا ذوق ان کا خاندانی ورثہ تھا۔ اسلام کی دعوت وتبلیغ اور خصوصاً مستورات میں دین کی نشر واشاعت کے لئے حضور اقدس ﷺ کو ایسی بیوی کی ضرورت تھی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ خوش بختی آپ ﷺ کے گہرے دوست حضرت ابوبکرؓ کی لختِ جگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نصیب ہوئی اور وہ حرم نبوی ﷺ کی زینت بنیں۔

- شب وروز میں علوم ومعارف کے بیسیوں مسئلے حضرت عائشہؓ کے سامنے پیش آتے تھے، ان کے علاوہ خود حضرت عائشہؓ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ ہر مسئلہ کو حضور اقدس ﷺ کے سامنے پیش کر دیتی تھیں اور آپ ﷺ سے رہنمائی لیتیں۔
- اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے **2210** (دو ہزار دوسو دس) احادیث روایت ہوئیں ہیں، ان کے علاوہ شرعی فتوے، علمی مشکلات کا حل، عربی روایات اور تاریخی واقعات کا بیان، خواتین کے متعلقہ مسائل کی وضاحت کا فریضہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نے بطریق احسن ادا فرمایا۔

- صحیح بخاری و مسلم میں عورتوں کے مخصوص مسائل کے بارے میں بعض صحابیات کا حضور اقدس ﷺ سے سوال کرنا اور آپ ﷺ کا مجسمہ حیاء ہونے کی بناء پر ایسے سوالات کا اشارے کنائے میں جواب دینا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سائل خاتون کو الگ لے جا کر تفصیل سمجھانا اس بات کا شاہدِ عدل ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فہم مسائل، اجتہادِ فکر اور حفظ احکام میں تمام ازواج مطہراتؓ سے ممتاز تھیں، اس بناء پر آپ ﷺ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ صحاح ستہ میں مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! عائشہؓ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت ہے، جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر۔
- حضور اقدس ﷺ کی برکات سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انسانیت کی تکمیل، تزکیہ اخلاق، ضروریاتِ دین سے واقفیت، اسرارِ حقیقت کی آگاہی، کلامِ الٰہی کی معرفت، احکام نبوی ﷺ کا علم، یہ وہ اعلیٰ معیارِ تعلیم تھا جس سے آپؓ کامل طور پر بہرہ اندوز تھیں۔ علومِ دینیہ کے علاوہ تاریخ، ادب اور طب میں بھی آپؓ کو عبور حاصل تھا۔

حضور اقدس ﷺ سے محبت

حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور

حضرت حفصہؓ ساتھ تھیں، رات کو بلا ناغہ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کی محمل میں تشریف لے جاتے اور جب تک قافلہ چلا کرتا، آپ ﷺ اُن سے باتیں کیا کرتے۔ امہات المؤمنینؓ کی آپس میں ایسی محبت اور تعلق تھا کہ ایک دوسری کی خیر خواہی اور عزت و اکرام کو جذبہ بہت نمایاں تھا..... ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا، ہم دونوں اپنا اونٹ بدل لیں، حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کے اکرام میں اونٹ بدل لیا۔ رات کو حسب معمول حضور اقدس ﷺ حضرت عائشہؓ کی محمل میں تشریف لائے، دیکھا تو وہاں حضرت حفصہؓ تھیں، آپ ﷺ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اب دوسری محمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار فرما رہی تھیں، جب قافلہ نے پڑاوَ ڈالا تو حضرت عائشہؓ سے ضبط نہ ہو سکا، محمل سے اُتر پڑیں، دونوں پاؤں گھاس پر رکھ دیئے اور بولیں ..... ''یا اللہ! میں اُن کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی، تو کوئی بچھو یا سانپ بھیج، جو مجھ کو آ کر ڈس لے''۔

(صحیح بخاری، باب القرعہ بین النساء، ص ۷۸۵)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے اشعار میں حضور اقدس ﷺ کے حسن و جمال کو اس طرح بیان فرماتی ہیں، جن کا ترجمہ ہے: (زلیخا کی سہیلیوں نے جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کو دیکھا تو بجائے سیب کاٹنے کے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹ لیں)..... امّاں جان (میرے ماں باپ آپؐ پر قربان) فرماتی ہیں:

"زلیخا کی سہیلیاں اگر میرے محبوب، حضور اقدس ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں"۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے اشعار میں حضور اقدس ﷺ کے بارے میں فرماتی ہیں:

لَنَا شَمْسٌ وَّ لِلْاٰفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَ شَمْسِیْ طَالِعٌ م بَعْدَ الْعَشَآءِ

ترجمہ: ہمارا بھی ایک سورج ہے اور آسمان کا بھی سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے، بے شک آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے اور میرا سورج (حضرت محمد ﷺ) عشاء کے بعد۔

(بحوالہ: جمالِ مصطفےٰ ﷺ)

حضور اقدس ﷺ کو محبت

حضور اقدس ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت فرماتے تھے اور یہ تمام صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کو معلوم تھا، چنانچہ لوگ قصداً اُسی روز ہدیے اور تحفے بھیجتے تھے، جس روز آپ ﷺ کا قیام حضرت عائشہؓ کے ہاں ہوتا اور ازواجِ مطہراتؓ کو اس کا ملال ہوتا تھا، لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر سب نے مل کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آمادہ کیا، وہ پیام لے کر

حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

"اے لختِ جگر! جسے میں چاہوں اُس کو تم نہیں چاہو گی"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اتنا ہی کافی تھا، وہ واپس چلی آئیں، ازواج مطہراتؓ نے پھر بھیجنا چاہا، مگر وہ راضی نہ ہوئیں۔ آخر حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا جو کہ نہایت سنجیدہ اور متین بی بی تھیں، انہوں نے موقع پا کر متانت اور سنجیدگی کے ساتھ درخواست پیش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا!

"اُمّ سلمہ مجھ کو عائشہ کے معاملے میں دق نہ کرو،
کیونکہ عائشہ کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں
مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی"۔ (نسائی)

ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ باہر سے تشریف لائے، حضرت عائشہؓ کے سر میں درد تھا، اس لئے کراہ رہی تھیں، انہوں نے فرمایا!

"ہائے میرا سر"

اُس وقت حضور اقدس ﷺ کی بیماری شروع ہوئی اور یہی آپ ﷺ کا مرض الموت تھا۔ مرض الموت میں باربار دریافت فرماتے تھے کہ آج کون سا دِن ہے؟ لوگ سمجھ گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار ہے، چنانچہ آپ ﷺ کو اُن کے حجرے میں لے گئے اور آپ ﷺ وصال تک وہیں مقیم رہے اور وہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے وصال فرمایا۔

(صحیح بخاری، ص ۶۴۰، باب مرض النبی ﷺ)

جنّت کی بشارت

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سبز کپڑے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شبیہ لائے اور حضور اقدس ﷺ کو فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی دُنیا و آخرت میں زوجہ ہوں گی۔ (ترمذی)

دوسری حدیثِ پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود اس بشارت کے بارے میں بتلاتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کی جنت میں بیویاں کون ہوں گی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اُن میں سے ایک ہو"۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ اس لئے ہے کہ آپ ﷺ نے میرے علاوہ کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں فرمایا۔

(بحوالہ: جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بشارت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرے لئے آسان ہے کہ میں جنّت میں حضرت عائشہؓ کی ہتھیلی کی سفیدی دیکھ سکوں۔

(البداية والنهاية)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی جب حضور اقدس ﷺ کا وصال ہوا اور آپؓ (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) کا چھیاسٹھ سال کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ ہجری کو منگل کی شب میں وصال ہوا۔ امّاں جان نے خود ہی وصیت فرمائی تھی کہ مجھے عام قبرستان میں، جہاں اور بیبیاں دفن کی گئی ہیں، دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپؓ کو مدینہ طیبہ کے قبرستان ''جنت البقیع'' میں دفن کیا گیا۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

حفصہ نام، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے: حفصہ بنت عمرؓ ابن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، جو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بہن بھائی ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بعثتِ نبوی ﷺ سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں، اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

نکاح

پہلا نکاح خنیس بن خذافہ سے ہوا، جو خاندان بنو سہم سے تھے۔

قبول اسلام

ماں، باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت حفصہؓ نبوت سے پانچ برس قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپؓ (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) بھی بیوہ تھیں، جب بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ میں حفصہؓ کا نکاح آپؓ سے کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے سکوت فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضور اقدس ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ سے ذکر فرمایا، انہوں نے فرمادیا کہ میرا تو اس وقت نکاح کا ارادہ نہیں۔ حضور اقدس ﷺ سے حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"میں حفصہؓ کے لئے عثمانؓ سے بہتر خاوند اور عثمانؓ کے لئے حفصہؓ سے بہتر بیوی بتاتا ہوں"۔

اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے ۲ ہجری یا ۳ ہجری میں خود نکاح کیا اور حضرت عثمانؓ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت اُمِّ کلثومؓ سے کردیا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ۣالنَّبِيِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

کہ جب تم نے حفصہؓ کے نکاح کا ذکر کیا تھا اور میں نے سکوت کیا تھا، تمہیں اس وقت ناگواری ہوئی ہوگی، مگر چونکہ حضور اقدس ﷺ مجھ سے نکاح کا تذکرہ فرما چکے تھے، اس لئے نہ تو میں قبول کرسکتا تھا اور نہ آپ ﷺ کے راز کو ظاہر کرسکتا تھا، اس لئے سکوت کیا تھا۔ اگر حضور اقدس ﷺ ارادہ ملتوی فرما دیتے تو میں ضرور کرلیتا۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکرؓ کے سکوت کا حضرت عثمانؓ کے انکار سے بھی زیادہ رنج تھا۔

جنّت کی بشارت

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بڑی عابدہ تھیں، رات کو اکثر جاگتی تھیں اور دن میں کثرت سے روزہ رکھا کرتی تھیں، کسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے اُن کو ایک طلاق بھی دی تھی، جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت رنج ہوا اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رجوع کرنے کے بارے میں اللہ جل شانہٗ کا حکم سنایا اور کہا!

"حفصہؓ سے آپ ﷺ رجوع کرلیں کیونکہ وہ بہت روزے رکھنے اور نماز پڑھنے والی ہے اور جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہے"۔

(طبرانی شریف)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے 60 حدیثیں منقول ہیں، جو انہوں نے حضور اقدس ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں۔

جمادی الاولیٰ ۴۵ ہجری میں جب اُن کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی تھی ، مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ بعض نے ان کا انتقال ۴۱ ہجری میں اور عمر تقریباً ساٹھ برس کی لکھی ہے۔

(رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

زینب نام تھا، سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔

نکاح

پہلے شوہر کا نام حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھا۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) بیوہ تھیں اُن کے شوہر کا غزوہ اُحد میں انتقال ہوا تو حضور اقدس ﷺ سے ہجرت مدینہ کے اکتیس مہینے بعد رمضان ۳ ہجری میں نکاح ہوا۔ اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا بڑی سخی تھیں، اسی وجہ سے آپؓ کا نام اسلام سے پہلے بھی "اُمّ المساکین" (مسکینوں کی ماں) تھا۔ حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب

بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا وصال آپ ﷺ کے سامنے ہوا، باقی نو ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کے وصال کے وقت حیات تھیں، جن کا بعد میں انتقال ہوا۔ آپؓ آٹھ مہینے حضورِ اقدس ﷺ کے نکاح میں رہیں اور ربیع الآخر ۴ ہجری میں انتقال فرمایا۔ حضورِ اقدس ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ طیبہ کے قبرستان ''جنت البقیع'' میں دفن ہوئیں۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

ہند نام، اُمّ سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: ہند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ والدہ بنو فراس سے تھیں اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن خزیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان بن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

ابو امیہ (اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ معظّمہ کے مشہور مخیّر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے، اسی لئے ''زاد الراکب'' کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے ان ہی کے آغوشِ تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی۔

نکاح

عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہؓ کے نام سے مشہور ہیں اور

جو آپؓ کے چچازاد اور حضور اقدس ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا۔

قبول اسلام

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

حضور اقدس ﷺ کا یہ مبارک نکاح اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ہوا۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) کے پہلے خاوند ابو سلمہؓ اُن ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں جو بدر اور اُحد کی لڑائی میں شریک ہوئے، اُن کے انتقال کے بعد حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا تھا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ دُعا کرے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اَجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْنِیْ خَیْرًا مِّنْهَا ﴾

ترجمہ: اے اللہ مجھے اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل نصیب فرما۔

(اس دُعا کی برکت سے اللہ جل شانہٗ بہترین بدل عطا فرماتے ہیں)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہٗ کی وفات پر میں یہ دُعا تو پڑھ لیتی، مگر یہ سوچتی تھی کہ ابو سلمہؓ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟

الحمدللہ! اللہ جل شانہٗ کے قربان جائیں، اُس پاک ربّ نے حضرت اُمّ سلمہؓ کا نکاح اپنے پیارے حبیب، حضور اقدس ﷺ سے کر دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بہت حسین وجمیل تھیں،

جب نکاح ہوگیا تو میں نے چھپ کر حیلہ سے جا کر دیکھا تو جیسا سنا تھا، اس سے زیادہ پایا، میں نے حضرت حفصہؓ سے اس کا ذکر کیا۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح کے بعد اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت زینبؓ کے مکان میں مقیم ہوئیں۔ امّاں جان نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جَو رکھے ہیں اور ایک چکی اور ہانڈی تھی، انہوں نے جَو خود پیسے اور چکنائی ڈال کر ملیدہ تیار کیا اور پہلے ہی دِن حضور اقدس ﷺ کو وہ ملیدہ کھلایا جو نکاح کے دن اپنے ہی ہاتھ سے پکایا تھا۔

طبقات ابن سعد میں لکھا ہے:

''حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہراتؓ احادیث کا مخزن تھیں، تاہم حضرت عائشہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا''۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے 378 روائتیں مروی ہیں، اس بناء پر وہ محدثین صحابہؓ کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔ اُمہات المؤمنین میں سب سے اخیر میں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۵۹ ہجری یا ۶۲ ہجری میں ہوا، اُس وقت امّاں جان کی عمر مبارک چوراسی برس تھی۔

(رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

نام و نسب

زینب نام، اُمّ الحکیم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔ والدہ کا نام امیمہ تھا جو حضرت عبدالمطلب (حضور اقدس ﷺ کے دادا محترم) کی دُختر تھیں، اس بناء پر حضرت زینبؓ حضور اقدس ﷺ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

قبول اسلام

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام قبول فرمایا۔

نکاح

حضور اقدس ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ، جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور متبنّٰی تھے، ان کا نکاح کیا تھا، مگر حضرت زیدؓ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نباہ نہ ہو سکا تو انہوں نے طلاق دے دی۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

حضور اقدس ﷺ نے اس خیال سے کہ زمانہ جاہلیت کی ایک رسم ٹوٹے، وہ یہ کہ مُتبنّٰی بالکل ہی بیٹے جیسا ہوتا ہے اور اس کی بیوی سے نکاح بھی نہ کرنا چاہئے، حضور اقدس ﷺ نے ان کے پاس پیغام بھیجا، انہوں نے جواب میں

عرض کیا کہ میں اُس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتی، جب تک اپنے اللہ پاک سے مشورہ نہ کرلوں اور یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز کی نیّت باندھ لی اور یہ دُعا کی:

"یااللہ! تیرا رسول ﷺ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اگر میں اُن کے قابل ہوں تو میرا نکاح اُن سے فرمادے"۔

ادھر حضور اقدس ﷺ پر وحی نازل ہوئی:

﴿ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَىْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِىْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ ﴾

(سورہ احزاب:۳۷)

ترجمہ: "پس جب زیدؓ نے اپنی حاجت کو اس سے پورا کرلیا تو ہم نے اس کو تمہارے نکاح میں دے دیا تاکہ نہ رہے مؤمنین پر تنگی اپنے لے پالکوں کی بیبیوں کے بارہ میں جبکہ وہ اپنی حاجت ان سے پوری کرچکیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوکر رہا"۔

جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) کو اس آیت کے نازل ہونے پر نکاح کی خوشخبری دی گئی تو جس نے بشارت دی تھی، اُس کو وہ زیور نکال کر دے دیا، جو وہ اُس وقت پہن رہی تھیں اور خود سجدہ میں گر گئیں اور دو مہینے کے روزوں کی منّت مانی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اس بات پر بجا طور پر فخر تھا کہ سب بیبیوں کا نکاح ان کے عزیز رشتہ داروں نے

کیا، مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح آسمان پر ہوا اور قرآن پاک میں نازل ہوا۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی۔ مشہور قول کے موافق ذیقعد ۵ ہجری میں نکاح ہوا، اس حساب سے نبوت سے گویا سترہ سال قبل آپؓ کی پیدائش ہوئی۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی سخی اور بڑی محنتی تھیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا بہت شوق تھا، آپؓ دستکاری کرتیں اور جو حاصل ہوتا وہ صدقہ کر دیتیں۔ ان ہی کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ سے سب سے پہلے وصال کے بعد وہ ملے گی، جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن ظاہری لمبائی سمجھیں، اس لئے لکڑی لے کر سب کے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے اور اس طرح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا ہوا، مگر جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال سب سے پہلے ہوا، جب سمجھیں کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ کی کثرت تھی۔

جنت کی بشارت

ایک موقع پر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی جنت کی بشارت اور ان کی فضیلت بیان کی ہے، فرماتی ہیں:

اللہ تعالیٰ حضرت زینبؓ پر رحم فرمائے، انہیں اس دُنیا میں وہ شرف حاصل ہوا جو اور کسی خاتون کو حاصل نہ ہو سکا، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کے نکاح میں دیا اور قرآن مجید نے اس کی گواہی دی اور ہمیں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا! ہم سب آپ ﷺ کے گرد موجود تھیں کہ تم میں سے وفات کے بعد مجھ سے سب سے پہلے میری وہ زوجہ آکر ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے، اس طرح آپ ﷺ نے انہیں خود سے جلدی آملنے کی خوشخبری سنائی اور وہ جنت میں حضور اقدس ﷺ کی زوجہ ہیں۔

(بحوالہ: جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین)

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا روزے بہت زیادہ رکھتی تھیں، ۲۰ ہجری میں پچاس برس کی عمر مبارک میں انتقال فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

''برہ'' نام تھا، حضور اقدس ﷺ نے بدل کر ''جویریہ'' نام رکھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء

حضرت جویریہؓ کے والد حارث بن ابی ضرار، خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ابن سعد)

نکاح

حضرت جویریہؓ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

شعبان ۵ ہجری میں بنو المصطلق سے حضور اقدس ﷺ نے جہاد کیا، اس غزوہ میں بنو المصطلق کو شکست ہوئی، ان کے دس آدمی مارے گئے اور بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کے ہاتھ قیدی آ گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔ جنگ میں جو قیدی ہاتھ آئے، اسلام کے قانون کے مطابق امیر المومنین کی صوابدید پر ان کو غلام اور لونڈی بنایا جا سکتا ہے۔ حضرت جویریہؓ چونکہ قید ہو کر آئی تھیں، اس لئے یہ بھی تقسیم میں آ گئیں اور غنیمت میں حضرت ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ حضرت جویریہؓ نے باندی بن کر رہنا پسند نہ فرمایا اور اپنے آقا سے نو اوقیہ سونے پر مُکاتب کا معاملہ کر لیا (مُکاتب اس کو کہتے ہیں کہ غلام یا باندی کا اپنے آقا کے مابین ایسا معاملہ طے پا جائے کہ مخصوص اور متعین رقم اگر

غلام یا باندی ادا کردیں تو آزاد ہو جائیں)۔ حضرت جویریہؓ مُکاتَب کا معاملہ طے کر کے حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا! یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی ہوں اور میں آپ ﷺ سے مدد چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اس سے بہتر راہ نہ بتاؤں۔ انہوں نے عرض کیا، وہ کیا؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

"تمہاری طرف سے میں مال ادا کردوں اور تم سے نکاح کرلوں"۔

حضرت جویریہؓ نے بخوشی منظور کرلیا اور ۵ ہجری میں مشہور قول کے موافق نکاح ہوگیا۔ حضور اقدس ﷺ کے صحابہؓ نے جب سنا کہ بنو المصطلق حضور اقدس ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں تو انہوں نے بھی اس رشتہ کے اعزاز میں اپنے اپنے غلام آزاد کردیئے۔ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم حارث بن ابی ضرار، جو کہ قبیلہ بنو المصطلق کے سردار تھے، بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔

حضور اقدس ﷺ کا اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ایسا بابرکت تھا کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے باعثِ برکت کوئی عورت نہیں دیکھی۔ اس نکاح کی خصوصیات تحریر کی جاتی ہیں:

- یہ قبیلہ کفر و اسلام کی ہر جنگ میں مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں میں شامل ہوتا تھا، مگر آپ ﷺ کا اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَالنَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد نہ صرف اس قبیلہ نے مسلمانوں کے خلاف لڑنا بند کردیا، بلکہ اپنے آبائی پیشہ رہزنی کو بھی چھوڑا اور متمدن زندگی اختیار کرلی۔

- اس نکاح کی وجہ سے ایک سو گھرانوں کے **700** (سات سو) افراد کو قید سے رہائی ملی۔
- مسلمانوں کا حسن سلوک دیکھ کر وہ **700** (سات سو) افراد مسلمان ہوگئے۔
- اس بابرکت نکاح نے امن وسلامتی، صلح و آشتی اور اسلام کی نشرو اشاعت میں بہترین نتائج پیدا کیے۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ اور امنِ عالم)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے اس لڑائی سے تین دِن پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ "مدینہ سے ایک چاند چلا اور میری گود میں آگیا"۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) فرماتی ہیں کہ جب میں قید ہوئی تو مجھے اپنے خواب کی تعبیر کی اُمید بندھی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت عمر مبارک بیس سال تھی اور ربیع الاوّل ۵۰ ہجری میں صحیح قول کے موافق پینسٹھ برس کی عمر مبارک میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا اور بعضوں نے آپؓ کا انتقال ۵۶ ہجری میں ستر برس کی عمر میں لکھا ہے۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ، النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

رملہ نام، اُمّ حبیبہ کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے: رملہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا، جو حضرت عثمانؓ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کی بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔

نکاح

عبید اللہ بن جحش سے مکہ معظمہ میں نکاح ہوا۔

قبول اسلام

دونوں میاں بیوی مسلمان ہوئے، کفار کی تکالیف کی بدولت وطن چھوڑنا پڑا اور دونوں نے حبشہ کی ہجرت کی۔ وہاں جا کر خاوند نصرانی ہوگیا اور یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک رات اپنے خاوند کو خواب میں نہایت بُری شکل میں دیکھا، صبح کو معلوم ہوا کہ وہ نصرانی ہوگیا ہے۔ آخر کار ان کے خاوند کا انتقال ہوگیا۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عدت کے ایام ختم ہوئے تو

حضور اقدس ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمیری کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اِن کا نکاح مجھ سے کر دو۔ چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک لونڈی، جس کا نام ''ابرہہ'' تھا، اِس کو حضرت اُمّ حبیبہؓ کے پاس اس خبر کے لئے بھیجا۔ حضرت اُمّ حبیبہؓ (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) نے خوشی میں اپنے دونوں کنگن جو پہنے ہوئے تھے، اُس (ابرہہ) کو دے دیئے اور پاؤں کے چھلے کڑے وغیرہ متعدد چیزیں دیں۔ نجاشی (شاہِ حبشہ) نے اِن کا نکاح حضور اقدس ﷺ سے کر دیا اور اپنے پاس سے چار سو دینار مہر کے ادا کئے اور بہت کچھ سامان دیا، جو لوگ مجلس نکاح میں موجود تھے ان کو بھی دینار دیئے اور کھانا کھلایا۔ اس نکاح کے بارے میں اکثر کا قول ہے کہ یہ نکاح ۷ ہجری میں ہوا، بعض کا قول ہے کہ ۶ ہجری میں ہوا اور رخصتی ۷ ہجری میں ہوئی، جب یہ مدینہ طیبہ پہنچیں، نجاشی نے بہت سی خوشبو اور سامان جہیز وغیرہ دے کر اِن کو نکاح کے بعد حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بھیج دیا۔ بعض کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے باپ نے نکاح کیا، مگر یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے باپ اِس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ اس قصہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کے زمانہ خلافت میں ۴۴ ہجری میں انتقال فرمایا اور مدینہ طیبہ میں دفن ہوئیں۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

اصلی نام زینب تھا، لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص حضور اقدس ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہوتا تھا، صفیہ کہتے تھے، اس لئے وہ بھی ''صفیہ'' کے نام سے مشہور ہوگئیں۔ (بحوالہ: زرقانی)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا، جو قبیلہ بنو نضیر کے سردار تھے اور حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے تھے۔ والدہ کا نام ضرد تھا، جو سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھیں اور یہ دونوں خاندان (بنو نضیر اور بنو قریظہ) بنو اسرائیل کے اُن تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

(بحوالہ: اسوہ صحابیاتؓ)

نکاح

حضرت صفیہؓ کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں، جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا۔ کنانہ جنگ خیبر میں قتل ہوگیا۔ حضرت صفیہؓ کے والد اور بھائی بھی جنگ خیبر میں کام آئے۔

حضور اقدس ﷺ سے نکاح

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خاوند خیبر کی لڑائی قتل ہوگیا تھا، خیبر کی لڑائی کے بعد حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے ایک باندی مانگی تو آپ ﷺ نے اِن کو مرحمت فرمادیا۔ چونکہ مدینہ طیبہ میں بھی دو قبیلے بنونضیر اور بنوقریظہ آباد تھے اور یہ سردار کی بیٹی تھیں، اس لئے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگی، ہاں! اگر حضور اقدس ﷺ حضرت صفیہؓ کو اپنے نکاح میں لے لیں تو بہت سے لوگوں کی دلداری ہے، اس لئے آپ ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرکے نکاح کرلیا اور خیبر سے واپسی میں ایک منزل پر اُن کی رُخصتی ہوئی۔

اماں جان خود فرماتی ہیں کہ میں جب حضور اقدس ﷺ کے نکاح میں آئی تو میری عمر سترہ سال کی نہیں ہوئی تھی۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے پاس جو کھانے کی چیز ہو، وہ لے آئے، چنانچہ صحابہ کرامؓ کے پاس متفرق چیزیں کھجور، پنیر، گھی وغیرہ جو تھا، وہ لے آئے۔ ایک چمڑے کا دسترخوان بچھادیا اور اس پر وہ سب ڈال دیا گیا اور سب نے شریک ہوکر کھالیا، یہی ولیمہ تھا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اِن کو اختیار دے دیا تھا کہ اگر تم اپنی قوم اور اپنے ملک میں رہنا چاہو تو آزاد ہو، چلی جاؤ اور اگر

میرے پاس، میرے نکاح میں رہنا چاہو تو رہو۔ اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (میرے ماں باپ امّاں جان پر قربان) نے جواب دیا!

”یا رسول اللہ (ﷺ)! میں شرک کی حالت میں آپ ﷺ کی تمنا کرتی تھی .....اب مسلمان ہو کر کیسے جاسکتی ہوں“۔

اس سے مراد غالباً اِن کا وہ خواب ہے جو انہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے دیکھا تھا، ..... خواب میں دیکھا:

”چاند کا ٹکڑا اِن کی گود میں ہے“۔

اس خواب کو اُنہوں نے اپنے پہلے خاوند (کنانہ) سے کہا، اُس نے ایک طمانچہ اس زور سے منہ پر مارا کہ آنکھ پر اس کا نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ تُو یثرب کے بادشاہ کے نکاح کی تمنا کرتی ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ خواب دیکھا!

”آفتاب اِن کے سینہ پر ہے“۔

اس خواب کا ذکر بھی خاوند سے کیا، اُس نے اس پر بھی یہی کہا کہ تو یہ چاہتی ہے کہ یثرب کے بادشاہ کے نکاح میں جائے۔ ایک مرتبہ انہوں نے چاند کو اپنی گود میں دیکھا تو اپنے باپ سے ذکر کیا، اُس نے بھی ایک طمانچہ مارا اور یہ کہا کہ تیری نگاہ یثرب کے بادشاہ پر جاتی ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال رمضان المبارک ۵۰ ہجری میں ہوا، جبکہ آپؓ کی عمر مبارک تقریباً ساٹھ برس کی تھی۔ آپؓ مدینہ طیبہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ والنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب

میمونہ نام، قبیلہ قریش سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبۃ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن عکرمۃ بن خصیقہ بن قیس بن عیلان بن مضر۔

والدہ قبیلہ حمیر سے تھیں، اُن کا نام ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطۃ بن جرش

نکاح

پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا، لیکن کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی، پھر ابورہم بن عبدالعزیٰ سے نکاح ہوا، ابورہم نے ۷ ہجری میں وفات پائی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

حضرت میمونہؓ (میرے ماں باپ اماں جان پر قربان) ذیقعدہ ۷ ہجری میں، جب حضور اقدس ﷺ عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے، آپ ﷺ سے موضع سَرِف میں نکاح ہوا۔ آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ میں رُخصتی ہو جائے، مگر مکہ والوں نے قیام کی اجازت نہ دی، اس لئے واپسی میں سَرِف ہی میں رُخصتی ہوئی اور سَرِف ہی میں خاص

اُسی جگہ، جہاں رُخصتی کا خیمہ تھا ۵۱ ہجری میں صحیح قول کے موافق انتقال ہوا، اُس وقت امّاں جان کی عمر مبارک ۸۱ برس کی تھی اور اسی جگہ قبر بنی۔

(رضی اللہ عنہا وارضاہا)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ہم سب میں زیادہ متقی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ ان کا مشغلہ ہر وقت نماز تھا یا گھر کا کام، اگر دونوں سے فراغت ہوتی ہو مسواک کرتی رہتی تھیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے 46 حدیثیں مروی ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حضور اقدس ﷺ کی عورتوں کو نصیحت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دیا کرو اور استغفار زیادہ کیا کرو، کیونکہ دوزخیوں میں زیادہ تعداد میں نے عورتوں کی دیکھی ہے، اِن میں ایک عورت بولی، یارسول اللہ! ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گی؟

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

تمہیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت

ہوتی ہے اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو، میں نے تم جیسا دین وعقل میں ناقص ہو کر پھر ایک دانشمند شخص پر غالب آجانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری)

اہم گذارش

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمانِ عالی ہے کہ ”ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے“ لہٰذا عقلمند وہ ہے جو مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری میں لگا رہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو حضور اقدس ﷺ کے طریقوں سے پورا کرتا رہے، جن کاموں کے کرنے کا حکم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دیا ہے اُن کو کرتا رہے اور جن اُمور سے منع فرمایا ہے، اُن سے منع رہے تو ایسا مرد وعورت دُنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہوگا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرآن مجید میں پاک ارشاد ہے:

اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکالیا کریں، اس طرح سے وہ قریب ہو جائیں گی اس بات سے کہ پہچان لی جائیں اور کوئی انہیں نہ ستائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب : ۵۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن، جو کہ ایمان والوں کی مائیں ہیں، پردہ کے معاملے میں بہت زیادہ اہتمام فرمایا کرتی تھیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت افلح رضی اللہ عنہ آئے، تو آپؓ نے ان سے پردہ فرمایا۔ حضرت افلح رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

میں تمہارا رضائی چچا ہوں، مجھ سے کیوں پردہ کر رہی ہیں؟

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا!

"مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے، مرد نے نہیں"۔

جب رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سارا قصہ آپ ﷺ کو سنایا، آپ ﷺ نے حضرت افلح رضی اللہ عنہ سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دے دی۔

(ابوداؤد: جلد ۱، ص ۲۸۱)

میری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے عرض ہے کہ وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسوہ حسنہ کو اپنائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ نے پردے کا حکم دیا ہے، اُس پر عمل کریں۔ نیز مندرجہ ذیل اعمال کو اختیار کیا جائے، انشاء اللہ العزیز! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دُنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے گا:

- روزانہ پنجگانہ نماز کا اوقات کی پابندی کے ساتھ اہتمام کیا جائے۔

- نوافل نمازوں کی بھی کوشش کی جائے، جن میں نماز تہجد، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز اوابین، صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الحاجۃ شامل ہیں۔
- روزانہ تلاوتِ کلام پاک کا اہتمام کیا جائے۔
- تلاوت اور موقع بہ موقع کی دُعاؤں کا اہتمام کیا جائے اور اللہ پاک سے رورو کراپنی اور ساری انسانیت کی ہدایت مانگی جائے۔
- ذکر اللہ کا اہتمام کیا جائے۔
- تیسرا کلمہ روزانہ ١٠٠ مرتبہ صبح ١٠٠ مرتبہ شام
- دُرود شریف روزانہ ١٠٠ مرتبہ صبح ١٠٠ مرتبہ شام
- استغفار روزانہ ١٠٠ مرتبہ صبح ١٠٠ مرتبہ شام
- سُبحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ روزانہ کم از کم ١٠٠ مرتبہ
- سُبحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ روزانہ کم از کم ١٠٠ مرتبہ
- اس کے علاوہ چلتے پھرتے، اُٹھتے، بیٹھتے دُرود شریف کا اہتمام کیا جائے۔
- روزانہ صبح سورہ یٰسٓ کی تلاوت کی جائے۔
- روزانہ موقع بہ موقع کی مسنون دُعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔
- روزانہ رات کو سورہ واقعہ اور سورہ ملک کی تلاوت کی جائے۔
- حضرت مسلم بن حارث رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کی خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز پڑھو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ عطا فرما۔

آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے مغرب کے بعد یہ دُعا پڑھی اور اسی رات تم کو موت آ گئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز (فجر) پڑھو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ پڑھ لیا کرو، اگر اس دن تمہاری موت مقدر ہو گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم دوزخ سے بچا لئے جاؤ گے۔

(اسوہ رسول اکرم ﷺ، ص ۲۰۹)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین تین بار یہ دُعا پڑھے تو وہ اس دن اور رات ہر بلا سے محفوظ و مامون رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

ترجمہ: اُس اللہ کے نام کے ساتھ، جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی، نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ (سب کچھ) سننے اور جاننے والا ہے۔

فائدہ: جو شخص صبح شام تین تین مرتبہ یہ دُعا مانگے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ہر نا گہانی بلا سے محفوظ رکھے گا۔

(اسوہ رسول اکرم ﷺ ص ۲۰۹، حصن حصین ص ۶۱)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

صبح اور شام (تین تین مرتبہ) یہ دُعا پڑھنی چاہئے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

ترجمہ: اللہ کے کلماتِ تامّہ کی پناہ لیتا ہوں اُس کی ہر مخلوق کے شر سے۔

فائدہ: جو شخص صبح شام تین تین مرتبہ یہ دعا مانگے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ہر مخلوق کے خصوصاً سانپ بچھو وغیرہ زہریلے اور موذی جانوروں کے شر سے بچائے گا۔

(حصن حصین)

تین مرتبہ یہ تعوذ پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

ترجمہ: میں سب کچھ سننے اور جاننے والے اللہ کی پناہ لیتا ہوں مردود شیطان سے

اس کے بعد سورۃ الحشر کی آخری تین آیات (ایک مرتبہ) پڑھے۔

صبح اور شام (تین تین مرتبہ) یہ دُعا پڑھنی چاہئے:

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نَبِیًّا

ترجمہ: میں نے اللہ کو ربّ اور اسلام کو دین اور حضرت محمد ﷺ کو نبی تسلیم کرلیا اور میں اس پر راضی ہوں۔

فائدہ: حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دُعا پڑھے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ پر اُس شخص کا حق ہے کہ وہ اُسے قیامت کے دن راضی اور خوش کر دے گا۔

(حصن حصین، ص ۶۸)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّالنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّالنَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ